جامِ عرفان

سیّدُ العارفین، جنیدِ وقت حضرت حافظ محمّد صدّیق رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۳۴ — ۱۳۰۸ھ

بانیِ خانقاہ بھرچونڈی شریف سندھ کے ملفوظات کا اردو ترجمہ
اور آپ کی دینی و ملّی خدمات کا مختصر جائزہ

تالیف و ترجمہ

سیّد محمد فاروق القادری ایم اے

فرید بُک سٹال، ۳۸۔ اردو بازار لاہور ۲

جامِ عرفان

سیّد العارفین جنیدِ وقت حضرت حافظ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۳۴ ——— ۱۳۰۸ھ

بانیِ خانقاہ بھرچونڈی شریف سندھ کے ملفوظات کا اردو ترجمہ

اور آپ کی دینی و ملّی خدمات کا مختصر جائزہ

تالیف و ترجمہ

سید محمد فاروق القادری ایم اے

فرید بک سٹال، ۴۰ اردو بازار لاہور ۲

نام کتاب ـــــــــــــــ جام عرفان

تالیف و ترجمہ ـــــــــــــــ سید محمد فاروق القادری ایم۔ اے

ناشر ـــــــــــــــ فرید بک سٹال۔ لاہور

مطبع ـــــــــــــــ گنج شکر پرنٹرز۔ لاہور

کتابت ـــــــــــــــ دار الکتابت۔ حضرت کیلیانوالہ۔ گوجرانوالہ

قیمت ـــــــــــــــ

خلاف ایک مضبوط گڑھ کی حیثیت سے جو شہرت ہے وہ کسی سے مخفی نہیں مگر آپ کو حیرت ہو گی کہ دارالعلوم کو یہ ساری شہرت تنہا حضرت حافظ الملت کے پروردہ اور مرید مولانا عبیداللہ سندھی کی وجہ سے ملی ورنہ دارالعلوم دیوبند کے اربابِ بست وکشاد کا عمومی رویّہ انگریز سے ٹکراؤ کی پالیسی کے حق میں ہرگز نہ تھا، مولانا عبیداللہ سندھی کا بیان ہے :-

"دارالعلوم دیوبند اور علی گڑھ ہر دو میں انگریز دشمنی کے باغیانہ جذبات اُبھر رہے تھے لیکن دونوں درس گاہوں کے اربابِ اہتمام اور اصحابِ اختیار سرکار پرست تھے اب یہ کتنا بڑا المیہ تھا کہ مولانا محمد قاسم جو انگریزوں کے خلاف ۱۸۵۷ء میں لڑے ان کے صاحبزادے حافظ محمد احمد جو دارالعلوم دیوبند کے مہتمم تھے شمس العلماء کا خطاب قبول کرتے ہیں اور انگریزی حکومت کی طرف سے اڑھائی سو روپیہ ماہانہ بطور وظیفہ مقرر ہوتا ہے، اسی سلسلہ میں گورنر یوپی دارالعلوم میں گیا۔" [1]

اسی کے ساتھ لگے ہاتھوں دارالعلوم دیوبند کے سرکاری ترجمان ماہنامہ "القاسم" ۱۳۲۸ھ سے دارالعلوم کے سالانہ جلسہ کی رپورٹ بھی ملاحظہ فرما لیجیے :-

"مسلمانوں کو ان کے مذہب میں وفاداری کی تعلیم دی گئی ہے ادھر گورنمنٹ کے بے حد احسانات اس کو مقتضی ہیں کہ مسلمان جان و دل سے ان کا شکریہ ادا کریں اور ایک ایسے کثیر التعداد مجمع میں جس میں ملک کے اعلیٰ و ادنیٰ طبقات کے مسلمان موجود ہوں علماء کی جانب سے جنکی تعلیم کو ہر فرد مسلمان مانتا ہے وفاداری و شکرگزاری گورنمنٹ کا اعتراف

---

[1] افادات و ملفوظات مولانا عبیداللہ سندھی، مرتبہ پروفیسر محمد سرور : ۳۷۸

اعلان ضرور امر تھا، اوّل مہتمم صاحب نے اپنی مطبوعہ تقریر میں نہایت خوبی سے سامعین کے ذہن نشین کیا اور پھر اس کی تائید میں مولانا احمد حسن صاحب، مولانا عبدالحق صاحب، مولوی ظہور علی احمد صاحب نے مدلّل و پُر مغز تقریریں کیں اور باتفاق رائے حضور وائسرائے بہادر اور لفٹیننٹ گورنر بہادر کی خدمت میں تار دئے گئے" [1]

مولانا عبیداللہ سندھی اپنے مرشد و مربّی حافظ الملت حضرت حافظ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ سے انگریز دشمنی کا جو درس لے کر گئے تھے، اسے دارالعلوم دیوبند میں مولانا سندھی نے پھیلانے کی پُرزور کوشش کی، ادھر دارالعلوم کے اربابِ بست و کشاد قطعاً اِس کے حق میں نہ تھے چنانچہ مولانا سندھی کو انگریز دشمنی بڑی مہنگی پڑی، ان کے خلاف فتوے جاری کئے گئے، ہلڑ بازی کی گئی اور بالآخر انہیں انتہائی قابلِ رحم حالت میں دارالعلوم سے نکال دیا گیا، اپنے مرشد حافظ الملت کے اِس سچے عاشق نے یہ سب کچھ گوارا کیا مگر انگریز دشمنی نہ چھوڑی، کاش تاریخ کو یوں مسخ نہ کیا جاتا یا کم از کم جس شخص (مولانا سندھی) کی وجہ سے دارالعلوم دیوبند کو تحریکِ آزادیٔ وطن کا کریڈیٹ ملا، اسے اس کا صحیح مقام دیا جاتا۔ حضرت مولانا سندھی کے ساتھ انگریز دشمنی کے نتیجے میں دارالعلوم دیوبند میں جو بیتی وہ مولانا مناظر احسن گیلانی کی زبانی سنئے :-

"میری رائے یہ ہے کہ اربابِ دارالعلوم اس تحریکِ آزادیٔ وطن کو سب سے زیادہ ناپسند کرتے تھے، اسی وجہ سے انہوں نے حضرت مولانا سندھی (مولانا عبیداللہ) کو دارالعلوم سے نکالنے کیلئے

---

[1] رسالہ "القاسم" ۱۳۲۸ھ، مطبوعہ دارالعلوم دیوبند

بہانے تلاش کئے تھے۔" لہ

آگے چل کر لکھتے ہیں :۔

"دیوبند مدرسہ کے کارکنان مولانا سندھی سے خوش نہ تھے کیونکہ یہ انگریزوں کا دشمن، حضرت شیخ الہند کا صحیح تابعدار اور پیروکار تھا۔ انکے خیال میں مولانا شیخ الہند کو اس نے بگاڑ دیا تھا۔"

مولانا سندھی کو دارالعلوم کی چار دیواری سے نکالنے کے لئے مولانا عزیزالرحمٰن کے الفاظ میں یہ چال چلی گئی چنانچہ اربابِ اہتمام نے چند مسائل کھڑے کئے، مولانا کشمیری اور علامہ عثمانی کی ٹکر علامہ سندھی سے کرادی۔ دیوبند میں ان دو حضرات کے درمیان مناظرہ ہوا جو حقیقت میں مولانا سندھی کے نکالنے کے لئے ایک بہانہ تھا چنانچہ علامہ سندھی کے خلاف ایک ہلڑبازی کھڑی کردی گئی اور ان کی پوزیشن ملک میں مجروح کرنے کی کوشش کی گئی۔" لہ

ان قطعی دلائل اور گھر کی شہادتوں کے بعد یہ بات مشتبہ نہیں رہی کہ دارالعلوم دیوبند کو تحریکِ آزادی وطن یا انگریز دشمنی کے سلسلے میں جو عزت اور شہرت نصیب ہوئی ہے وہ زیادہ تر حافظ الملت حضرت حافظ محمد صدیق رحمتہ اللہ علیہ کی نگاہِ کرم کا نتیجہ ہے۔

ممکن ہے کہ یہاں بعض حضرات روایتی عقیدت مندی یا شخصیتوں کے بارے میں خود ساختہ تصورات اپنا لینے کی بنا پر یہ بات ماننے کے لئے آمادہ نہ ہوں

لہ ماہنامہ "دارالعلوم" جمادی الثانیہ ۱۳۷۶ھ "احاطۂ دارالعلوم میں بیتے ہوئے دن"، مولانا مناظر احسن گیلانی مغفورلہ

لہ ایضاً

کہ دیوبند میں انگریز دشمنی کی یہ پرزور تحریک مولانا عبید اللہ سندھی نے چلائی تو انہیں رولٹ کمیٹی کی یہ رپورٹ بغور پڑھ لینی چاہیے :۔

"مدرسہ دار العلوم دیوبند میں سرکشی کا آغاز عبید اللہ سے ہوتا ہے یہ شخص نو مسلم سکھ ہے، اس نے ۸۹-۱۸۸۱ء کے درمیان مدرسہ میں تعلیم پائی، ۱۹۰۹ء میں استاذ بن کر مدرسہ میں غداری پیدا کرنے کے ارادہ سے شامل ہوا، ۱۹۱۳ء میں غیر ملکی مال کا بائیکاٹ کرنے کی تلقین پر اس کو برطرف کر دیا گیا لیکن اس دوران اس نے صدر مدرس محمود حسن کو اپنا ہم عقیدہ بنا لیا۔" [۱]

دار العلوم دیوبند کے وابستگان میں انگریزی استعمار سے آزادی کی حد تک مولانا حسین احمد مدنی کی بھی قابلِ ذکر خدمات ہیں، گو یہ خدمات صرف یہیں تک محدود ہیں، برِصغیر میں ایک اسلامی ریاست کے قیام یا ایک ہزار سالہ مسلمانوں کی حکومت کے دوبارہ احیاء کا اس کے ساتھ ہرگز کوئی تعلق نہیں ہے مگر مولانا مدنی کی اس انگریز دشمنی کا منبع اور سرچشمہ بھی وہی ہے جو مولانا عبید اللہ سندھی، سید تاج محمود امروٹی اور خلیفہ غلام محمد دین پوری کی انگریز دشمنی کا ہے۔ مولانا مدنی کے بارے میں خلیفہ غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات "ید بیضا" میں تحریر ہے کہ :۔

"حضرت (خلیفہ صاحب) نے دونوں وقت اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور اسی موقع پر آپ (مولانا مدنی) کو طریقہ قادری نقشبندی کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔" [۲]

---

[۱] تحریک شیخ الہند اثر کی سرگزشت ... کی زبان میں : ۲۰۸ [۲] ید بیضا : ۱۷۶

حاصل کیا۔ اپنے مرشد، ان کے خانوادے اور پھر چونڈی شریف کے در و دیوار سے آپکی عقیدت و محبت کی داستانیں، اہلِ دل اور اربابِ نسبت کو آج بھی تڑپا دیتی ہیں۔
آپ نے قرآن مجید کا سندھی زبان میں ترجمہ کیا جو کافی مقبول ہے۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی آپ کے بارے میں لکھتے ہیں :۔

" مولانا سید تاج محمود امروٹی پر جلال اور جذبۂ جہاد غالب تھا، کراماتِ جلیلہ کا ان سے ظہور ہوا، کئی بار انگریزوں کو چیلنج کیا اور ان کے مقابلے میں آگئے "۔ [1]

ایک دفعہ جوش میں آکر فرمایا کہ کئی بار ایسا ارادہ کیا کہ قصرِ بکنگھم میں جاکر جارج پنجم کی گردن مروڑ دوں مگر مشیت ایزدی نہ تھی، حجاب مانع آجاتا رہا۔ آپ ۱۹۲۹ء میں واصل بحق ہوئے۔ مزار مبارک امروٹ شریف ضلع شکارپور (سندھ) میں ہے۔

خلیفہ مولانا عبدالغفار خان گڑھی

آپ اپنے دور کے متبحر عالم تھے۔ بیعت کے تھوڑے عرصے کے بعد اجازت و خلافت سے نوازے گئے۔ کچھ عرصہ تک آپکو تصورِ شیخ پر اعتراض رہا لیکن جونہی صحبتِ شیخ نے تاثیر دکھائی آپ قائل ہوگئے۔ حضرت حافظ الملت نے پیغام بھجوایا کہ ملّا سے کہو اب تو تم نے مان لیا؟ پیغام رساں نے لفظِ "ملّا" چھوڑ کر باقی الفاظ دہرا لئے۔ مولانا نے فرمایا وہی الفاظ دہراؤ جو شیخ کی زبان سے نکلے ہیں، اس نے پورا پیغام سنایا تو مولانا پر محویت کا عالم طاری ہوگیا اس لفظِ ملّا کو بار بار دہراتے اور سر دُھنتے رہے۔

آپ کا حلقۂ ارادت بہت وسیع ہے۔ آپ کے صاحبزادے مولوی احمد صاحب انتہائی مستجاب الدعوات بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ نے مشکوٰۃ شریف کا سندھی ترجمہ کیا،

---

[1] پرانے چراغ : ص ۱۴۸